ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

معمولات عبدیت حق

ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

حقوق العباد

(خطبہ جمعۃ المبارک ۴ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ ۲۷ اگست ۱۹۷۱ء)

★

خطبہ مسنونہ کے بعد ______ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نفس عن مسلم کربۃ من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ ومن یسر علی معسر فی الدنیا یسر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ ومن ستر علی مسلم فی الدنیا ستر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔ (ترمذی جلد ثانی)

محترم بھائیو! اسلام جسطرح حقوق اللہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ پر ایمان لے آؤ اللہ خالق ہے۔ تمام احسانات و انعامات اور تمام خزائن کا مالک ہے۔ اور اس نے ہمارے اوپر فضل و کرم فرمایا، تو اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری اسی طریقہ پر فرض ہے جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ یہ فرض ہے اور لازمی ہے۔ اور ہماری فلاح اور کامیابی اس میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اور اگر ذرہ بھر بھی اس سے ہٹ گئے، اور خواہشات کی پیروی کی تو نہ فلاح ہوگی نہ سعادت، بلکہ دنیا و آخرت کا خسران ہوگا ______ تو گویا اسلام ہی حقوق اللہ سکھاتا ہے، جن کی ادائیگی فرض ہے۔ مثلاً پنج وقتہ نماز، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اس طرح بندوں کے بھی ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ اور اللہ کے بندوں سے بھی ہمدردی کرنا لازمی ہے۔ مگر آج ان حقوق سے بالکل بے پروائی برتی جارہی ہے۔ دنیا ایک جہنم کدہ بنی ہوئی ہے۔ ہر طرف زیادتی، ظلم و تعدی، حق تلفی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ قومی جنگ، صوبائی جنگ، انفرادی اور اجتماعی جنگ ہر طرف لڑائی ہی لڑائی ہے۔ امن و سکون کی مقدار بہت کم رہ گئی ہے۔ گویا آج کا انسان اس سے آگاہ ہی نہیں کہ ایک انسان کا دوسرے

انسان پر کیا حق ہے۔! اور اگر ہے تو شاید اسے شریعت کا جزو ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ حقوق اللہ کی طرح بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی ایمان کا لازمی جزو ہے۔

عبداللہ بن سلام جو یہود کے بہت بڑے محقق عالم تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ حضور اقدسؐ جب مدینہ تشریف لائے تو حضورؐ کا نورانی چہرہ دیکھ کر کہا کہ یہ شخص قطعاً جھوٹا نہیں سچا ہے، نبی آخر الزمان ہے۔ آپ حضورؐ کی تشریف آوری کے وقت اپنی زمین پر کام کے لئے گئے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ حضورؐ آچکے ہیں، تو دوڑ دوڑ کر آئے، حضورؐ کو مجلس میں بیٹھے دیکھا تو حضورؐ فرما رہے تھے: افشوا السلام اے میری امت ایک دوسرے کو سلام کہو۔ السلام علیکم کتنا پیارا جملہ ہے جس میں سلامتی کی دعا ہے۔ السلامۃ نازلۃ من اللہ علیکم۔ تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کی سلامتی ہو۔ یہ دین و دنیا، آل اولاد، مال و دولت جائداد، تجارت زراعت، عزت و آبرو ہر چیز کی سلامتی کے لئے ہے۔ اور ترجیبی کلمات میں یہ جامعیت کہاں۔ ہمارے پٹھان بھائی کہتے ہیں "تر شے مہ شئ" کہ اس کام میں گویا ہر وقت لگا رہ مگر تھکا وٹ نہ ہو۔ یہ تو ایک قسم کی بد دعا ہے۔ مسلمانوں کو تو ہر حالت میں سلام ہی کے کلمات استعمال کرنے چاہئیں۔

یہی حال اور قوموں کے کلمات کا ہے۔ گڈ مارننگ، یا عربی میں صبحك اللہ بالخیر۔ امساك اللہ بالخیر کا مطلب بھی صرف یہ ہے کہ تمہارا صبح کا وقت اچھا ہو یا تمہاری شام اچھی ہے۔ مگر السلام علیکم میں جو سلامتی ہے اس میں تمام اوقات اور تمام حالات کو شامل کیا گیا ہے۔ یعنی تمام نقائص، مصیبتوں، اور عیوب سے سلامتی۔

اسلام کی عجیب شان ہے، ہر سنت اور طریقہ کتنا جامع اور بے مثال ہے۔ نام بھی مسلمان مذہب بھی اسلام، مسلم، یعنی امن صلح اور سلامتی سے ماخوذ اور پہلی ہی ملاقات میں اسلام اور سلامتی کی تلقین۔ باپ ہو، بیٹا ہو۔ استاد ہو، شاگرد ہو، حاکم ہو، یا رعیت ہو۔ گھر میں بیوی ہو، سب کو السلام علیکم کہا کرو۔ گھر میں سلام کہنا متروک ہو چکا ہے۔ حالانکہ یہ بھی سنت ہے۔ گھر میں برکت ہو گی۔ ہمارے کچھ پٹھان بھائی گھر میں سلام کہنے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ عوام تو دین سے کورے ہو گئے۔ بہر حال کھڑے بیٹھے ہر شخص کو سلام کہیں۔ اس لئے کہ یہ تو ہمارا ایک دوسرے سے پہلا معاہدہ ہے کہ میری طرف سے مجلس میں آنے پر تمہارے لئے سلامتی ہے، یعنی میں کوئی بدخواہ یا جاسوس یا مخبر نہیں ہوں۔ تمہارے خلاف شر و فساد نہیں کروں گا۔ ۔۔۔ تو یہ ایک معاہدہ اور حلف وفاداری ہوا، اور اسلام نے باہمی معاشرت کا پہلا

سبق کتنا عمدہ دیا کہ آتے ہی وہ اعلان کرتا ہے کہ میری طرف سے تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی، دو چار لمحے بیٹھنا بھی تمہاری خیر خواہی میں ہو گا۔ جاتے وقت پھر سلام کہتا ہے گویا جو باتیں مجلس سے مخصوص تھیں اس میں بد دیانتی نہ کروں گا۔ امانت مجلس کا لحاظ رکھوں گا —— تو آتے جاتے دونوں وقت وعدہ کیا کہ مجھ سے غیبت، چغلی یا بدخواہی کی توقع نہ کرنا، سامنے بھی اور پیچھے بھی سلامتی ہے تم پر ——

—— تو سارے دنیا کے مذاہب اور معاشرتی تحریکیں ایک طرف اور اسلام کے امن و سلامتی کی رعایت کے قوانین اور آداب ایک طرف —— ہاں سلام کے لئے بھی آداب ہیں بعض اوقات اس سے مخصوص ہیں خطبہ، اذان، نماز، تلاوت، یا دوسری اہم عبادت میں مشغول ہو تو فارغ ہونے تک سلام نہ کہو۔ ہر چیز کا ایک موقعہ ہوتا ہے۔ مگر عام اوقات اور حالات میں بڑے چھوٹے پر سلام پھیلا دو۔ تو جب ہم نے کسی سے ملتے ہی اسکی سلامتی کا عہد کیا تو پھر اُسے ہاتھ، پاؤں، زبان اور دیگر اعضا سے ضرر اور تکلیف پہنچانا کب جائز ہو سکتا ہے —— سلام کی رعایت لازمی ہو گی۔ صرف زبانی دعویٰ کافی نہیں بلکہ فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان تو وہی شخص ہو سکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں —— تو صرف اسلام اور مسلمان کے نام کی رعایت اور نگہداشت ہی سے تمام خاندانی، ملکی اور انفرادی جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا: المؤمن من امنہ الناس علی دماءھم واموالھم۔ مومن وہ ہے جس سے کسی کو بھی اپنے مال و جان کے بارہ میں خطرہ نہ ہو، کہ وہ چوری کریگا یا نقصان پہنچاوے گا۔ مؤمن کو کوئی گمشدہ چیز بھی مل جائے تو تین سال تک یا جب مالک کا اسے تلاش کرنے کا امکان ہو اس چیز کو حفاظت سے رکھے گا۔ اور مالک کو تلاش کرنے کی ذمہ داری بھی شارع نے اس پر ڈال دی۔ چوری اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ لا یسرق السارق وھو مؤمن ولا یزنی الزانی وھو مومن۔ چوری بھی کرے اور مومن بھی کہلائے۔ زنا بھی کرے اور مؤمن بھی کہلائے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خود حضورؐ نے امانت حقوق کا کیسا نمونہ پیش فرمایا۔ تیرہ برس تک اہل مکہ نے کتنی مصیبتیں پہنچائیں، مذہبی منافرت میں کافر جان کے دشمن ہو گئے۔ جس وقت گھر بار وطن سے نکالنے پر مجبور کیا تو حضورؐ کے پاس ہزاروں روپے انہی لوگوں کے امانت رکھے ہوئے تھے۔ کفار کا یہ طریقہ تھا کہ کہیں جاتے وقت اپنی مال و دولت حضورؐ کے پاس امانت رکھ دیتے تھے، مال کے بارہ میں اوروں پر بھروسہ

نہیں تھا۔ دشمنی کے باوجود آپؐ پر اعتماد تھا۔ المؤمن من امنہ الناس ـــــ تو حضورؐ نے حضرت علی کو ادائیگی امانت ہی کیلئے چھوڑا کہ میرے بعد امانت پہنچا دیں۔ اور آپ نے دوسرے دن سب کو اپنی اپنی امانت سپرد کر دی۔ تو دشمن کے ساتھ بھی یہ معاملہ اور سلوک رہا۔

حضورؐ نے اس ارشاد میں مزید فرمایا: واطعموا الطعام۔ یعنی طعام کھلایا کرو۔ قربان جائیے حضورؐ اور صحابہ کرامؓ سے، کہ اس مسئلہ پر بھی کیسے کیسے عمل کر کے دکھائے۔ گرد و نواح کے ہزاروں مہاجر اللہ کی رضا کے لئے گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے۔ حضورؐ نے فرمایا: طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الثلاث وطعام الثلاثۃ یکفی الاربع۔ جو کم کھائے ایک کھانے پر دو کفایت کر سکتے ہیں۔ زیادہ کھانے والا دو افراد اور اس سے زیادہ کھانے والا تین افراد کے کھانے میں شامل ہو جائے۔ انصار نے انہیں اپنے گھروں پر جگہ روٹی سالن جائداد تجارت سب کچھ میں شریک کر دیا۔ جتنی وسعت تھی اتنا ہی اوروں کو کھلایا، پلایا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف کو حضرت سعد نے پیشکش کی کہ میری ساری دولت برابر بانٹ لو۔ اور میری دو بیویوں میں سے جسکو چاہو طلاق دیکر تمہارے عقد میں دیدوں گا ـــــ آج بھی اگر ہمارے امراء اور اہل ثروت کی یہ حالت ہوتی تو بھوک کی وجہ سے شر و فساد کیوں پیدا ہوتا۔

آگے فرمایا حضورؐ نے: وصلوا الارحام۔ باہمی صلہ رحمی کرو۔ خیرات و صدقات کو دیا تو ایک حصہ اپنوں کو دیا تو ایک کے بدلے دو حصے اجر ملے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو صلہ رحمی کا بدلہ صلہ رحمی سے دیتا ہے۔ بلکہ رشتہ دار اگر قطع رحم بھی کرے تب بھی یہ صلہ رحمی کرتا رہے۔ فرمایا: لا یدخل الجنۃ قاطع۔ قطع رحم کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

آگے فرمایا: وصلوا باللیل والناس نیام۔ رات کو جب کہ لوگ سوئے ہوں تہجد کیا کرو۔ حضورؐ نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ جنت میں اونچے اونچے بنگلے ہیں، لعل و جواہر کی طرح شفاف، کہ اندر سے باہر اور باہر سے اندر سب کچھ نظر آتا ہے۔ یری ظاہرھا من باطنھا وباطنھا من ظاھرھا۔ ـــــ یہ کس لئے ہیں ـــــ؟ فرمایا: لمن الان الکلام۔ جو دوسروں کے ساتھ نرمی سے بات کرے۔ نہ کہ ایک بات اور دوسری لڑائی۔ مسلمان کا دل نرم گفتار سے خوش ہو جاتے گا۔ سخت اور درشت لہجہ سے دلوں کو ٹھیس ہوتی ہے۔ اگر مجبوری بھی ہے تو نرمی سے معذرت کرے۔ واطعم الطعام اور اس جنت کا مستحق وہ ہے جو لوگوں کو طعام کھلائے۔

حدیث کی تشریح | ابتداء میں جو حدیث سنائی گئی، اس میں حضور اقدسؐ نے حقوق العباد

اور مسلمانوں کے معاشرتی تعلقات کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے، اور امت کو ترغیب دی ہے۔ کہ اگر تم دنیا و آخرت میں اپنی تکالیف رفع کرنا چاہو تو اللہ کے بندوں سے دنیاوی تکلیف رفع کرو۔ فرمایا: من نفس عن مؤمن کربۃ من کرب الدنیا۔ الخ معمولی سی دنیاوی کوئی مصیبت بھی ہٹا دی تو اللہ اس سے آخرت کی مصیبت جو بہت بڑی اور غیر معمولی ہے ہٹا دے گا۔ پہلی کربۃ میں تنوین تحقیر اور دوسری میں تعظیم کے لئے ـــ دنیا کی معمولی مصیبت کے بدلے قیامت کی عظیم مصیبت ـــ اور یہاں ہٹانے والا انسان ہے جو عاجز اور کمزور ہے۔ اور بدلہ دینے والا مالک الملک ذوالجلال والاکرام ہے۔ دور ہونے والی مصیبت کربۃ آخرہ ہے۔

حضورؐ نے دوسری جگہ فرمایا: من ردّ عن عرض اخیہ ردّ اللّٰہ عن وجھہ النار یوم القیامۃ۔ کسی نے اگر اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچائی، دوسرا بُرا بھلا کہتا تھا تم نے منع کر دیا کہ کن دلائل سے یہ باتیں کرتے ہو یا کسی مسلمان کی لٹی ہوئی عزت اپنی جدوجہد سے واپس کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ جہنم کے عذاب سے بچا دے گا۔ ومن ییسر علی معسر فی الدنیا۔ الخ۔ اگر کسی تنگدست پر تم نے آسانی کر دی تو حق تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارے اوپر آسانی کا معاملہ فرما دے گا کسی تنگدست نے تم سے قرض لیا تم نے معاف کر دیا، ڈھیل دیدی کہ کسی وقت بیسر میں دیدینا، اس کے بدلے اللہ دنیا و آخرت کے امور سہل کر دے گا۔ ایک شخص مرنے کے بعد خداوند کریم کے حضور میں پیش ہوا، اسکی کوئی نیکی سوائے ایمان کے عمل نامہ میں نہ تھی۔ ہاں صرف ایک عمل اس کے پاس تھا کہ وہ تاجر تھا۔ اور قرض لینے والے تنگدستوں کو مہلت دیا کرتا تھا، یا ویسے ہی معاف کر دیتا۔ خداوند کریم نے اس عمل کے بدلے اسے معاف کر دیا۔

آگے فرمایا: من ستر علی مسلم فی الدنیا۔ الخ اگر کسی نے غریب کے ننگے بدن کو کپڑا پہنایا تو اللہ اسے جنت کی خلعت پہنا دے گا۔ یا کسی مسلمان کے عیوب کی پردہ پوشی کی اور نیت اصلاح کی تھی، تو علام الغیوب اس کے عیوب کو چھپا دے گا۔ آج ہم دوسروں کی پردہ دری کے درپے ہیں۔ اس لئے ہمارے عیوب بھی نمایاں ہیں۔ اگر ہم پردہ پوشی کرتے تو ہمارے عیوب پر بھی پردہ رہتا۔ مسلمان کو مسلمان کی آبرو پر دست اندازی نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اس پر پردہ ڈالنا چاہئے۔

آج ہماری مجالس، اخبارات اور پورا پریس اور سیاسی محفلیں ایکدوسرے کی پردہ دری اور بے حرمتی سے بھری ہوئی ہیں۔ عیب اور   کی اشاعت بڑھ چڑھ کر کی جاتی ہے۔ مسلمان کی شان تو یہ تھی۔ فرمایا حضورؐ نے: المسلم اخو المسلم لا یخونہ ولا یکذبہ ولا یخذلہ کل المسلم

علی المسلم حرامٌ عرضہٗ ومالہٗ ودمہٗ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے نہ اس سے خیانت کرتا ہے، نہ جھوٹ بولتا ہے نہ اسے رسوا کرتا ہے۔ مسلمان کو مسلمان کی عزت وآبرو ومال اور جان سب حرام ہیں۔

الغرض اوروں کے عیوب پر پردہ ڈالنا چاہئے۔ حضرت ماعزؓ کو کسی نے زنا کے اعتراف کا مشورہ دیا تو حضورؐ نے فرمایا لو سترتہ علیہ لکان خیراً۔ حد کے قیام سے پردہ ڈالنا اچھا تھا۔ البتہ کسی تعصب، فرقہ بندی، پارٹی بازی اور اقرباء پروری کی وجہ سے عیوب میں تعاون کرنا اچھا نہیں۔ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور ایسا کرنا اثم اور عدوان میں تعاون ہوگا اور اگر مقصد پردہ پوشی ہو تو بہت اچھا ہے۔ ایک شخص حیاء کی وجہ سے اپنا گناہ چھپانا چاہتا ہے جب بے پردہ ہوگیا اور معاشرہ میں بدنام ہوگیا تو وہ بیباک ہو کر سب کچھ کرنے لگے گا۔ کہ عزت اور آبرو تو چلی گئی اب کیا شرم ہے اس کے علاوہ کسی کی پردہ دری میں اشاعت فاحشہ بھی ہے۔ اس سے لوگوں کو برے اعمال وافعال کی ترغیب ہوتی ہے۔ حقوق العباد میں بھی فقہاء نے اتنی احتیاط برتی ہے کہ کسی کو چوری کرتے دیکھا، اب دوسرے کا مال اور حق ضائع ہوتا ہے۔ تو جب گواہی دینا چاہئے تو بجائے چوری کے الفاظ کہنے کے یہ کہے کہ اخذ ھذا من عشرۃ دراھم۔ اس شخص نے فلاں سے دس روپے لئے اس طرح دوسرے کا حق بھی ضائع نہ ہوگا۔ اور اس کا عیب بھی چھپ کر قطع ید سے بچ جائے گا۔ اگر کوئی عیب نمایاں اور ظاہر ہو اور اس سے اوروں کو تکلیف ہو رہی ہو تو اس کو ظاہر کرنا الگ بات ہے۔ الغرض کسی کی ستر پوشی کرنے پر اللہ اسکی ستر پوشی فرمائیں گے۔ اور اس کے ساتھ سرگوشی میں گفتگو فرما کر کہیں گے کہ آپ نے فلاں فلاں گناہ دنیا میں کئے تھے اور جہنم کے مستحق تھے مگر میں نے تجھے بخش دیا۔ اسی طرح دنیا میں بھی کسی کو تنبیہہ کرنی ہو اور ہو سکے تو علیحدہ کر کے اسے سمجھا دیا جائے۔

آگے فرمایا: واللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ۔ کون ہے جو خداوند کریم کی امداد کا محتاج نہ ہو، ہم سب چاہتے ہیں کہ رب العزت ہماری امداد فرمائے۔ اس حدیث سے امداد کے حصول کا طریقہ بتلا دیا کہ جب بندہ اپنے بھائی کی مدد کے درپے ہوگا تو خداوند کریم اسکی مدد فرمائے گا تم اوروں کے کام میں لگے رہو، دوسروں کی بگڑی بناؤ۔ رب العزت تمہارے کام غیب سے پورے کرے گا ــــ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والی ذات اللہ تمہارے اوپر رحم کرے گا ــــ اللہ تعالیٰ نیکی کی سب کو توفیق دے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ــــ